JIBAS **(**The International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences) (Quarterly) Trilingual (Arabic, English, Urdu)
ISSN: APPLIED FOR (P) & (E)
Home Page: http://jibas.org
Approved by HEC in Y Category
Indexing IRI (AIOU), Australian Islamic Library, Euro pub.
PUBLISHER HABIBIA RESEARCH ACADEMY
Project of **JAMIA HABIBIA INTERNATIONAL,** Reg. No: KAR No. 2287 Societies Registration Act XXI of 1860 Govt. of Sindh, Pakistan.
Website: www.habibia.edu.pk,
This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

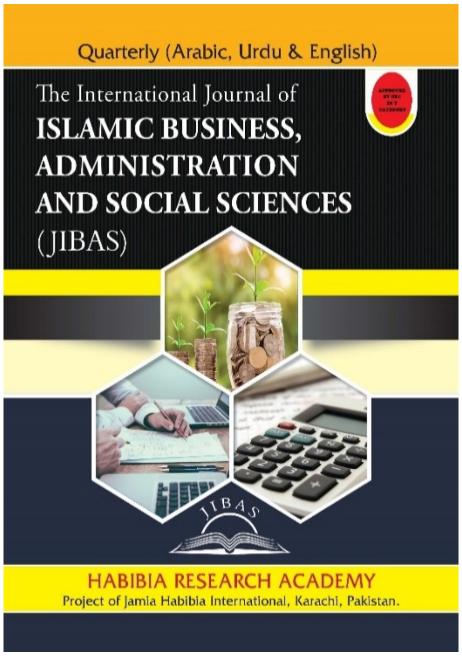

TOPIC:

THE NEED FOR JURISPRUDENCE AND JURISPRUDENCE IN CONTEMPORARY TIMES AND A RESEARCH REVIEW OF RELIGIOUS JURISPRUDENCE.

عصرِ حاضر میں فقہ واجتہاد کی ضرورت اور مذاہبِ فقہیہ کا تحقیقی جائزہ

AUTHORS:

1. *Dr Mufti Noor ul Haq, Al Ghazali University, Karachi Email ID: noorulhaq393@gmail.com Oricd ID: https://orcid.org/0000-0002-6758-2610*
2. *Engneer Amir Mumtaz. Email ID: aamirmumtz0786@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0001-8251-9348*
3. *Dr Muhammad Numan Kahalid, Lecturer, Karachi Institute Mangmaent and Sciences. Email ID: muhammadnauman774@gmail.com Orcid ID: https://orcid.org/0000-0003-0599-8693*

How to Cite: *Noor ul Haq, Mufti, Engneer Amir Mumtaz, and Muhammad Numan Kahalid. 2022. "THE NEED FOR JURISPRUDENCE AND JURISPRUDENCE IN CONTEMPORARY TIMES AND A RESEARCH REVIEW OF RELIGIOUS JURISPRUDENCE:* عصر حاضر میں فقہ واجتہادکی ضرورت اور مذاہبِ فقہیہ کا تحقیقی جائزہ*". International Journal of Islamic Business, Administration and Social Sciences (JIBAS) 2 (3):27-40.*
URL: http://www.jibas.org/index.php/jibas/article/view/83.

Vol. 2, No.3 || July –September 2022 || P. 27-40
Published online: 2022-09-30

QR. Code

THE NEED FOR JURISPRUDENCE AND JURISPRUDENCE IN CONTEMPORARY TIMES AND A RESEARCH REVIEW OF RELIGIOUS JURISPRUDENCE.

عصرِ حاضر میں فقہ واجتہاد کی ضرورت اور مذاہبِ فقہیہ کا تحقیقی جائزہ

Mufti Noor ul Haq, Amir Mumtaz, Muhammad Numan Kahalid,

ABSTRACT:

No doubt, The Holy Quran and Sunnah give intellgible interpretations of all Islamic rules regarding the necessities of human life and matters which are cemented to him. It is obvious to note that five hundred verses of the Quran and three thousand Sayings of Prophet Muhammad (S.A.W) are connected to elucidate these principles. In pragmatic life, there are a lot of dilemmas that acquire solutions facing people of different brackets of life. Here the question arises, how many millions of issues could be solved i.e apparently impossible for a layman to extract solutions by him through these basic thirty-five hundred principles? In point of fact, it requires Islamic jurisprudence evolved by the pious and dedicated scholars of the past like Imam Abu Hanifa, Imam Malik, Imam Shafai, and Imam Ahmad (R.A). Bear in mind that this Islamic jurisprudence is completely based on the Quran and Sunnah necessarily. Work on Islamic Jurisprudence has been compiled by those great Imams which gives solutions based on Sharia, within two hundred years after the migration of Prophet Muhammad (S.A.W). At the beginning of the third century, people mostly started to follow these four Fiqhs with the exception of Abu Dawood Al-Zahri. In the sixth century, all Muslim Ummah commenced following one of them. In short, all Muslims should be grateful to Allah and the people who dedicated their lives in order to serve Islam in such a mode that is unobjectionable and has provided solutions to all vexed questions.

.***Keywords*****:** *Pragmatic life, Four Fiqhs, Sharia Rulings, Hanafi Jurisprudence, Maliki Juricprudence, Shafai Juricprudence, Hanbli Juricprudence, Ijtihad, Religion.*

فقہ کا تعارف: لغت میں لفظ فقہ کو کسی چیز کے جاننے اور سمجھنے کے معنی میں استعمال کیا جاتا تھا، بعد میں اس کا استعمال خاص علم دین کے فہم میں ہونے لگا۔ اور حدیث میں بھی یہ لفظ دین کے فہم کے لیے استعمال ہوا ہے، چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

من یرد اللّٰہ بہ خیرا یفقہ فی الدین یعنی جس شخص کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کا ارادہ فرماتے ہیں اس کو دین کا فہم عطا فرماتے ہیں۔[1]

عہد صحابہ و تابعین میں فقہ کا لفظ ہر قسم کے دینی احکام کے فہم پر بولا جاتا تھا جس میں ایمان وعقائد، عبادات واخلاق، معاملات اور حدود و فرائض سب شامل تھے، یہی وجہ ہے کہ امام ابو حنیفہ سے منقول فقہ کی تعریف ان الفقہ ہو "معرفۃ النفس مالھا وماعلیھا" جس سے انسان اپنے نفع ونقصان اور حقوق و فرائض کو جان لے وہ فقہ ہے "[2] فقہ کی ضرورت کیوں پیش آئی؟ اس سلسلے میں یہ جاننا چاہیے کہ قرآن وسنت میں بیان کے اعتبار سے شریعت کے احکام چار اقسام پر مشتمل ہیں، ان میں سے آخری تین اقسام کے حل کے لیے فقہ کا علم وجود میں آیا۔

صریح احکام: جو بالکل واضح ہوں، جس کو عربی دان فوراً سمجھ جائے، یہ قرآن وحدیث میں بالکل وضاحت کے ساتھ بیان کیے گئے ہیں، جیسے: أقیموا الصلاۃ وأتوا الزکاۃ۔

متعارض احکام: جن کے بارے میں دو قسم کی روایات آئی ہیں اور دونوں سے علیحدہ علیحدہ حکم ثابت ہوتا ہے، جیسے، نماز میں رفع الیدین اور رفع یدین نہ کرنے کی احادیث۔

مجمل احکام: یہ وہ احکامات ہیں جنکا قرآن و سنت میں ذکر ہے، مگر یہ احکام واضح نہیں، بلکہ وضاحت کے محتاج ہیں، مثلاً: {وَامۡسَحُوا بِرُءُوسِكُمۡ} یہاں سر کے مسح کی مقدار نہیں بیان کی گئی۔[3]

مسکوت عنہا احکام: یہ وہ احکامات ہیں جن کا قرآن وسنت میں کوئی ذکر نہیں اور ایسے احکامات کی تعداد بلا مبالغہ لاکھوں میں ہے۔

فقہ حنفی کی تدوین: یہ فقہ امام ابو حنیفہ کی طرف منسوب ہے، آپ کا نام نعمان، والد کا ثابت، دادا کا زوطی، فارس النسل تھے، آپ کے دادا کو اللہ تعالی نے دولت ایمانی سے سرفراز فرمایا تھا، آپ کے والد کا بچپن تھا، ان کے والد انہیں لے کر حضرت علی رضی اللہ علیہ کی خدمت میں گئے، حضرت علی رضی اللہ عنہ نے خود ثابت اور ثابت کی اولاد کیلئے برکت کی دعا فرمائی، امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ اسی دعا کا ظہور ہیں، ابو حنیفہ آپ کی کنیت ہے، مسلم شریف کی ایک روایت میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لَوۡ كَانَ الدِّينُ عِنۡدَ الثُّرَيَّا لَذَهَبَ بِهِ رَجُلٌ مِنۡ فَارِسَ أَوۡ قَالَ مِنۡ أَبۡنَاءِ فَارِسَ حَتَّى يَتَنَاوَلَهُ"[4]

یعنی: اگر دین ثریا پر ہوتا، تب بھی اسے فارس کا ایک شخص حاصل کر کے ہی رہتا، یا فرمایا: فارس کے کچھ لوگ"۔ بخاری شریف کی روایت میں دین کے بجائے ایمان کا لفظ آیا ہے۔[5] بعض شارحین نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اس پیشن گوئی کا مصداق امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کو قرار دیا ہے۔[6]

فقہ حنفی کے مآخذ: فقہ حنفی کا مآخذ کیا ہے؟ اس سلسلے میں علامہ ابن عبد البر رحمہ اللہ نے اپنی کتاب ''الانتقاء'' میں صاحب مذہب امام ابوحنفیہ رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے، وہ فرماتے ہیں: "اگر قرآن میں مل جائے تو میں اس کا حکم لیتا ہوں، قرآن میں نہ ہو تو سنت رسول کو لیتا ہوں، اور کتاب وسنت میں کوئی حکم نہیں ملتا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے جس کا قول چاہتا ہوں لیتا ہوں، لیکن ان کے قول سے کسی اور کے قول کی طرف نہیں جاتا اور جب بات ابراہیم، ابن سیرین، عطاء اور سعید بن مسیب کی آتی ہے تو جیسے ان لوگوں نے اجتہاد کیا ہے میں بھی اجتہاد کرتا ہوں"۔[7] لہذا فقہائے حنفیہ کے ہاں اصولی طور پر استنباطِ احکام کے بنیادی اصول چار ہیں: ۱۔ قرآن ۲۔ سنت ۳۔ اجماع ۴۔ قیاس۔

ان کے علاوہ آٹھ اصول فرعی ہیں: (۱)ضرورت (۲)حاجت (۳)عرف (۴)استحسان (۵)استصحابِ حال (۶)شرائع من قبلنا (۷)مصالحِ مرسلہ (۸)سدِ ذرائع۔

فقہ حنفی کی تدوین کے لیے شوری کا قیام: امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے دوسرے فقہاء کی طرح انفرادی طور پر اپنی آراء مرتب نہیں کی، بلکہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرح شورائی انداز اختیار کیا؛ چنانچہ علامہ زاہد الکوثری رحمہ اللہ میں فرماتے ہیں: فوضع أبو حنيفة مذهبه شورى بينهمْ ولم يستبد بنفسِه دونه"۔[8]

امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے اپنا مذہب شورائی رکھا اور وہ شرکاء شوری کو چھوڑ کر تنہا اپنی رائے مسلط نہیں کرتے تھے۔ اس کا نتیجہ تھا کہ بعض اوقات ایک مسئلہ پر ایک ماہ یا اس سے زیادہ بحث ومباحثہ کا سلسلہ جاری رہتا تھا؛ چنانچہ علامہ کردری رقم طراز ہیں:

"فكان يطرح مسٔلة ثمّ يسأَل ماعندهم ويقول ماعنده ويناظرهم فی كلِ مسئلة شهرا أوأكثر ويأتی بالدّلائل أنور من السِراجِ الْأزهر"[9]

امام صاحب ایک مسئلہ پیش کرتے اور اس پر ایک ماہ یا اس سے بھی زیادہ تبادلہ خیال کا سلسلہ جاری رہتا پھر جب روشن چراغ کی طرح دلائل واضح ہو جاتے تو لکھا جاتا۔

اور اسد بن فرات کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ عام مسائل پر بھی تین تین دن بحث اور غور وفکر کا سلسلہ جاری رہتا پھر اس کو بقید تحریر لایا جاتا اور اس بحث وتمحیص میں کبھی کبھی آواز بھی کافی تیز ہو جاتی تھی۔[10]

فقہ حنفی کے مصادرِ اوّلیہ: فقہ حنفی کے مصادر چھے اقسام پر ہیں، جن میں سے تین مصادر اولیہ اور تین مصادرِ ثانویہ ہیں، مصادرِ اولیہ درج ذیل ہیں:

۱۔ ظاہر الروایۃ: ظاہر الروایۃ امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے شہرت وتواتر کے ساتھ اور مستند طریقہ پر منقول ہیں، امام محمد رحمہ اللہ کی مندرجہ ذیل چھ کتابیں ظاہر الروایہ کہلاتی ہیں، جن کو اصولِ ستہ بھی کہتے ہیں:

(۱)مبسوط (۲)جامع صغیر (۳)جامع کبیر (۴)زیادات (۵)سیر صغیر (۶)سیر کبیر

۲۔ نوادرالروایہ: پیچھے ذکر کی گئیں چھ کتب کے علاوہ امام محمد رحمہ اللہ کی دوسری کتابیں مثلاً: ھارونیات، کیسانیات، رقیات، امام ابو یوسف کی کتاب الامالی، حسن بن زیاد کی کتاب المجرد اور امام صاحب کے تلامذہ کی دوسری کتابیں نوادر کہلاتی ہیں۔

۳۔ فتاویٰ وواقعات: جن مسائل کی بابت امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کی رائے منقول نہیں ہے اور بعد کے مشائخ نے ان مسائل میں اجتہاد کیا ہے، ان کو فتاوی وواقعات کہا جاتا ہے۔ اس سلسلہ میں ابو اللیث سمرقندی رحمہ اللہ کی "کتاب النوازل"، علامہ ناطفی کی "مجموع النوازل والواقعات" اور صدر الشہید کی "الواقعات" اس موضوع پر اوّلین کتابیں ہیں، جن میں سے کتاب النوازل للسمرقندی طبع ہو چکی ہے۔[11]

فقہ حنفی کے مصادر ثانویہ:

ا۔ متونِ معتبرہ: حنفیہ کے متون کی کل تعداد تقریباً25 ہے، البتہ وہ کتابیں جن پر فقہائے حنفیہ رحمہم اللہ نے بہت زیادہ اعتماد کیا اور انہیں معتمد علیہم مصنفین نے تصنیف کیا انہیں متونِ معتبرہ کہا جاتا ہے، ان میں مذہب کے مرجوح اقوال ذکر نہیں کیے جاتے اور عام طور پر فتوی انہی کے مطابق دیا جاتا ہے:

1) مختصر قدوری: ابو الحسین احمد بن محمد قدوری متوفی:۴۲۸ھ

2) المختار: مجد الدین عبد اللہ بن محمود موصلی، متوفی:۶۸۳ھ

3) مجمع البحرین: مظفر الدین احمد ابن ساعاتی، متوفی:۶۹۴ھ

4) کنز الدقائق: عبد اللہ بن احمد نسفی، متوفی:۷۱۰ھ

۲۔ شروح: متون معتبرہ کے بعد شروح کا درجہ ہے، ان میں سے چند ایک شروح یہ ہیں:

1) المبسوط: شمس الائمہ ابو بکر محمد بن ابی سہل السرخسی (متوفی: 483ھ)، یہ حاکم شہید رحمہ اللہ کی کتاب "الکافی" (اس میں ظاہر الروایہ کی چھ کتب کو جمع کیا گیا تھا) کی شرح ہے۔

2) بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع: یہ علاء الدین کاسانی (متوفی:587ھ) کی تحفۃ الفقہاء کی شرح ہے۔

3) الہدایہ: علامہ علی بن ابی بکر مرغینانی (متوفی:597ھ)، یہ کتاب "بدایۃ المبتدی" کی شرح ہے۔

4) فتح القدیر: علامہ کمال الدین بن ہمام (متوفی:861ھ) یہ ہدایہ کی مشہور اور دقیق شرح ہے۔

5) البحر الرائق فی شرح کنز الدقائق: یہ علامہ ابن نجیم (متوفی:970ھ) مصری کی مشہور شرح ہے۔

۳۔ فتاوی: فتاوی سے مراد متاخرین کی وہ کتابیں ہیں جو کسی متن کی شرح کے تحت نہیں لکھی گئیں، بلکہ ان میں ہر قسم کے مسائل کا ذخیرہ جمع ہوتا ہے، ان میں سے چند ایک یہ ہیں:

1) الفتاوی الولوالجیۃ: عبد الرشید بن أبي حنیفۃ نعمان بن عبد الرازق القاضی: (متوفی: 540ھ)

2) فتاوی قاضی خاں: علامہ فخر الدین اوزجندی (متوفی: ۵۹۲ھ)

3) الفتاوی التاتارخانیۃ: علامہ فرید الدین عالم بن العلاء الاندریتی الہندی (متوفی: 786ھ)

4) الفتاوی البزازیۃ: محمد بن شہاب البزاز الکردری (متوفی: 827ھ)

5) الفتاوی الخیریۃ: خیر الدین ابراہیم بن سلیمان الرملی (متوفی: 1081ھ)

6) الفتاوی الہندیہ: زیر نگرانی اورنگ زیب عالمگیر رحمہ اللہ (متوفی: ۱۱۱۸ھ)

فقہائے حنفیہ کے طبقات: علامہ ابن کمال پاشا (متوفی: ۹۴۰ھ) کی تصریح کے مطابق فقہاء احناف رحمہم اللہ کے کل سات طبقات ہیں:

1) **مجتہدین فی الشرع:** وہ حضرات جو براہ راست ادلۂ اربعہ (قرآن وسنت، اجماع وقیاس) سے اصول وکلیات کی روشنی میں احکام مستنبط کرتے ہیں، جیسے ائمہ اربعہ اور سفیان ثوری رحمہم اللہ وغیرہ۔

2) **مجتہدین فی المذہب:** جو قواعد وکلیات میں تو اپنے استاد اور مجتہد مطلق کے پابند ہوتے ہیں، البتہ جزئیات اور فروعی مسائل میں کسی کی تقلید نہیں کرتے، جیسے امام زفر، امام داود طائی اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے دیگر اصحاب وغیرہ۔

نوٹ: حضرت امام ابویوسف اور امام محمد رحمہما اللہ کے بارے میں دو قول ذکر کیے گئے ہیں: بعض حضرات نے ان کو مجتہدین فی المذہب میں شمار کیا ہے، جبکہ دیگر بعض حضرات نے ان کو مجتہدین فی الشرع میں شامل کیا ہے، راجح یہ ہے کہ یہ دونوں حضرات مجتہد مطلق تھے، مگر انہوں نے اپنے استاذ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی تعظیم کے پیشِ نظر اپنی نسبت ان کی طرف کی، لہذا ان کو مجتہدین منتسبین کہنا چاہیے۔[12]

3) **مجتہدین فی المسائل:** وہ مسائل جن کے بارے میں اصحاب مذہب کی کوئی صراحت منقول نہیں ہوتی، تو جو حضرات امامِ مذہب کے قواعد وضوابط کو سامنے رکھ کر غیر منصوص مسائل کے احکام نکالتے ہیں، جیسے امام احمد بن عمر خصاف (متوفی: ۲۶۱ھ) امام طحاوی (متوفی: ۳۲۱ھ) امام ابوالحسن کرخی (متوفی: ۳۴۰ھ) شمس الائمہ حلوانی (متوفی: ۴۴۸ھ) شمس الائمہ سرخسی (متوفی: ۴۸۳ھ) فخر الاسلام بزدوی (متوفی: ۴۸۲ھ) اور علامہ فخر الدین قاضی خاں (متوفی: ۵۵۲ھ) رحمہم اللہ تعالیٰ۔

4) **اصحاب التخریج:** وہ فقہاء کرام جو اجتہاد کی صلاحیت تو نہیں رکھتے، لیکن اصول وماخذ کو محفوظ رکھنے کی بناء پر اتنی قدرت ضرور رکھتے ہیں کہ ذووجہین یا مجمل قول کی تعیین وتفصیل کر سکیں، جیسے امام ابوبکر جصاص رازی (متوفی: ۳۷۰ھ) وغیرہ۔

5) **اصحاب الترجیح:** اس طبقہ کے فقہاء کا کام یہ ہے کہ وہ مذہب کی بعض روایت کو دوسری روایت پر اپنے قول ھذا أولی، ھذا أصح، ھذا أوضح وغیرہ کلمات کے ذریعہ ترجیح دیتے ہیں، جیسے ابوالحسن قدوری (متوفی:۴۲۸ھ) اور صاحب ہدایہ مرغینانی (متوفی:۵۹۳ھ) وغیرہ شامل ہیں۔

6) **اصحاب التمیز:** یہ حضرات مذہب کی مضبوط وکمزور روایات میں فرق وامتیاز کرتے ہیں اور ظاہر الروایت اور روایت نادرہ کی پہچان رکھتے ہیں، اکثر اصحابِ متون اس طبقہ سے تعلق رکھتے ہیں، مثلا صاحب کنز علامہ نسفی (متوفی: ۷۱۰ھ) صاحب مختار علامہ موصلی (متوفی:۶۸۳ھ)، صاحب وقایہ علامہ تاج الشریعہ (متوفی:۶۷۴ھ) اور صاحب مجمع البحرین وغیرہ۔

7) **اصحاب التقلید:** جو حضرات گذشتہ طبقات میں سے کسی بھی ذمہ داری کو اٹھانے کی اہلیت نہ رکھتے ہوں، درحقیقت یہ لوگ فقیہ نہیں ہوتے، بلکہ تقلیدِ محض کرتے ہیں، آج کل کے اکثر مفتیان کرام کا تعلق اسی طبقہ سے ہے[13]

فقہ مالکی کی تدوین: یہ فقہ امام مالک بن انس رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے، امام مالک رحمہ اللہ اپنے زمانہ کی بڑی قد آور علمی شخصیت تھی، آپ ۹۳ھ میں مدینہ منورہ میں پیدا ہوئے اور وہیں ۱۷۹ھ میں وفات پائی اور سوائے حج کے مدینہ سے باہر نہیں گئے، بہت سے محدثین سے آپ نے کسب فیض کیا، لیکن حدیث میں سب سے زیادہ ابن شہاب زھری اور فقہ میں ربیعۃ الرای سے استفادہ کیا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: «یوشك أن یضرب الناس آباطَ المطِیّ في طلب العلم فلایجدون عالما أعلم من عالم المدینۃ »[14] **ترجمہ:** عنقریب لوگ علم کی طلب میں سواریوں کو دوڑاتے ہوئے آئیں گے، اس وقت لوگ مدینہ کے عالم سے بڑا کسی کو نہیں پائیں گے۔ مشہور امام سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس بشارت نبوی کے امام مالک رحمہ اللہ مصداق ہیں۔[15]

فقہ مالکی کے بنیادی مصادر: فقہ مالکی میں چار کتابوں کو بنیادی مصادر اور مراجع کی حیثیت حاصل ہے:

(ا) المدوّنہ الکبری: اس کی ترتیب وتصنیف کی کچھ تفصیل پیچھے گزر چکی ہے، عبد الرحمن بن قاسم رحمہ اللہ کے شاگرد اسد بن فرات نے پہلے اس کو اسدیہ کے نام سے شائع کیا تھا، جس میں امام مالک کے قابلَ احترام شاگرد عبدالرحمن بن قاسم کے جوابات درج تھے، البتہ جن مسائل میں امام مالک کی رائے ان کو یقینی طور پر یاد نہ ہوتی تو ان میں "اخال واظن" کہہ کر ان کی رائے کو نقل کرتے اور بعض مسائل میں خود اجتہاد کرتے، یہ جوابات چونکہ اسد بن فرات نے معلوم کر کے درج کیے تھے اس لئے ان کی طرف منسوب ہو کر اسدیہ کہلایا۔

علامہ عبد السلام سحنون نے اس پر دوبارہ کام کیا اور جو مسائل اسد بن فرات نے ظن وخیال کی بنیاد پر لکھے تھے ان کے بارے میں عبدالرحمن بن قاسم رحمہ اللہ سے دوبارہ رجوع کیا اور کام کی تکمیل کے بعد عبدالرحمن بن قاسم نے اسد بن فرات کو خط لکھا کہ میں کتاب کا

یہ نیا نسخہ روانہ کر رہا ہوں، یہ سحنون کا تیار کردہ ہے، اس نسخہ سے آپ اپنے نسخہ کا تقابل کرلیں کیونکہ بہت سے مسائل سے میں نے رجوع کرلیا ہے، اسد بن فرات کے پاس ان کا خط پہنچا، مگر کسی وجہ سے ان کے تیارہ شدہ نسخہ کی تصحیح نہ ہو سکی، اس کے بعد امام عبد الرحمن بن قاسم رحمہ اللہ نے اس صورتحال سے لوگوں کو آگاہ کردیا، جس کی وجہ سے اسدیہ کے بجائے سحنون کا نسخہ مدونہ کے نام سے رائج ہوا اور ابھی تک وہی نسخہ معروف ہے۔

(۲) العتیبہ للعتبی: یہ محمد بن ابو بکر عتبی (متوفی: ۲۵۲) کی تالیف ہے، جنھوں نے بقول ابن حزم اہلِ افریقہ میں خاص درجہ اعتبار پایا، یہ کتاب ان کی طرف منسوب ہے۔

(۳) الواضحہ فی السنن والفقہ: عبد الملک بن حبیب (متوفی:۲۳۸) کی مرتبہ ہے، جس کو اندلس میں قبول عام حاصل ہوا، اہل اندلس کا اعتماد اسی کتاب پر تھا۔

(۴) الموازیہ لابن موازی: محمد ابراہم اسکندری معروف بابن موازی مصری (متوفی:۲۶۹) کی تالیف ہے، شیخ ابوزہرہ فرماتے ہیں کہ مدونہ میں زیادہ توجہ امام مالک سے منقول فتاوی کی تصحیح وتوثیق پر کی گئی ہے، واضحہ میں ان قواعد کا استخراج کیا گیا، جن پر جزئیات مبنی ہیں اور موازیہ میں جزئیات کو ان کے اصول پر منطبق کیا گیا ہے اور دلائلِ احکام سے بحث کی گئی ہے۔[16]

فقہ مالکی کے ماخذ: امام مالک رحمہ اللہ استنباط واستخراجِ مسائل کے سلسلہ میں درج ذیل اصولوں سے استنباط کرتے ہیں:

(1) قرآن (2) سنت (3) فتوی الصحابی (4) اجماع (5) عمل اہل المدینۃ (6) قیاس (7) استحسان (8) استصحاب حال (9) مصالح مرسلہ، وہ امور جن میں مصلحتِ عامہ ہو اور شریعت میں ان کی ممانعت نہ آئی ہو۔ (10) سد ذرائع، وہ امور جو کسی مفسدہ کا سبب بنیں۔ (11) تعامل وعرف۔[17]

فقہ شافعی کی تدوین: یہ فقہ محمد بن ادریس شافعی کی طرف منسوب ہے، آپ ۱۵۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۰۴ھ میں وفات پائی، ابتدائی نشوونما مکہ مکرمہ میں ہوئی، ابتداء فقہ مالکی کے متبع تھے، لیکن ۱۹۵ھ میں جب دوبارہ بغداد تشریف لے گئے تو ایک مستقل دبستان فقہ کی بنیاد رکھی۔

فقہ شافعی کے مصادر: خود امام شافعی رحمہ اللہ کی تحریروں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بالترتیب سات ادلہ کو پیش نظر رکھتے تھے، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع امت، کتاب اللہ پر قیاس، سنت پر قیاس، اجماع پر قیاس، مختلف فیہ احکام پر قیاس۔ ان سات مآخذ کا حاصل پہلے چار اصول ہیں جو عام فقہاء نے ذکر کی ہیں، کتاب اللہ، سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اجماع اور قیاس۔

فقہ شافعی کی چند خاص اصطلاحات: فقہ شافعی میں مختلف آراء واقوال کو نقل کرتے ہوئے تین قسم کی تعبیرات استعمال کی جاتی ہیں:

(۱)اقوال　　(۲)اوجہ　　(۳)طرق

امام شافعی رحمہ اللہ کی طرف ایک ہی مسئلہ میں جو مختلف اقوال منسوب ہیں، ان کو "اقوال" کہا جاتا ہے، امام شافعی رحمہ اللہ کے اصول وقواعد پر تخریج وتفریع کرتے ہوئے فقہاء شوافع جو رائے قائم کریں ان کو "اوجہ" کہا جاتا ہے اور مختلف راوی امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب ورائے کی نقل میں باہم مختلف ہوں تو ان کو "طرق" سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[18]

فقہ شافعی میں مفتی بہ قول کونسا ہے؟ قدیم یا جدید؟ فقہ شافعی میں اصولاً امام شافعی کے قولِ جدید پر فتوی دیا جاتا ہے، لیکن بعض مسائل میں آپ کے قول قدیم ہی پر فتوی ہے، امام الحرمین نے ایسے چودہ مسائل شمار کئے ہیں، بعضوں نے اس تعداد کو بیس تک پہونچایا ہے۔[19]

فقہ حنبلی کی تدوین: یہ فقہ ابو عبد اللہ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی کی طرف منسوب ہے، آپ بغداد میں ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے اور ۲۴۱ھ میں وفات پائی، امام شافعی رحمہ اللہ کا امام احمد بن حنبل کے بارے میں فرمان ہے کہ ان کو آٹھ چیزوں میں درجہ امامت حاصل تھا۔ قرآن، حدیث، فقہ، لغت، فقر، زہد، ورع اور سنت۔[20]

فقہ حنبلی کے مصادر: امام احمد رحمہ اللہ نے اپنے اجتہادات کی بنیاد درج ذیل پانچ اصولوں پر رکھی:

(۱) نصوص: ان سے قرآن وسنت کی احکامات سے متعلق نصوص مراد ہیں۔

(۲) فتوی الصحابی: جس کے بارے میں کسی دوسرے صحابی کا اختلاف منقول نہ ہو۔

(۳) اقرب الی السنہ: اگر کسی مسئلہ میں صحابہ کا اختلاف ہو تو جو قول آپ کی رائے میں کتاب وسنت سے قریب ہو تا اس کو لیتے تھے۔

(۴) حدیث مرسل: اس سے تابعی کا قول یا فعل مراد ہے جس میں صحابی کا واسطہ بیان نہ کیا گیا ہو، بشرطیکہ اس مسئلہ میں صحابہ کے اقوال موجود نہ ہوں اور وہ حدیث باطل ومنکر کے درجہ میں نہ ہو۔

(۵) قیاس: جب کوئی اور دلیل موجود نہ ہو تو امام صاحب قیاس سے کام لیتے، ویسے امام صاحب کا اپنا مزاج یہ تھا کہ جس مسئلہ میں نص یا سلف کا کوئی قول موجود نہ ہو تا تو اس میں اظہار رائے سے گریز کرتے۔[21]

فقہ حنبلی کی خاص اصطلاحات وتعبیرات: فقہ حنبلی کی بعض خاص اصطلاحات وتعبیرات کا ذکر کر دینا مناسب معلوم ہوتا ہے فقہ حنبلی میں مختلف اقوال وآراء کے سلسلے میں تین مشہور اصطلاحات ہیں:

1۔ روایات: جو اقوال امام احمد رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہوں، خواہ متفق علیہ ہوں یا مختلف فیہ، روایات کہلاتے ہیں۔

2۔ تمویہات: جو اقوال صراحتاً امام صاحب کی طرف منسوب نہ ہوں، لیکن امام احمد رحمہ اللہ کی بعض آراء سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس مسئلہ میں آپ کی رائے یوں تھی، وہ تمویہات ہیں۔

3۔اوجہ: مجتہدین فی المذہب جو امام صاحب سے غیر منقول احکام میں اجتہاد کر کے رائے قائم کرتے ہیں، ان کی آراء کو اوجہ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔"اَحَبُّ اِلیٰ کَذَا اَوْ لَااَحَبُّ کَذَا" (مجھے یہ پسند ہے یا یہ پسند نہیں ہے) یہ حکم کے محض مستحب ہونے کی پہچان ہے۔"اَعْجَبُ اِلیٰ" (مجھے محبوب ہے) یہ جملہ کسی حکم کے اولی وافضل ہونے کو بتاتا ہے۔"اَخْشیٰ اَنْ لَا یَکُوْنَ کَذَا" (مجھے اندیشہ ہے کہ ایسا نہ ہو گا) یجوز کے ہم معنی ہے اور جواز کو بتاتا ہے۔"اَخْشیٰ اَنْ یَکُوْنَ کَذَا"(مجھے ڈر ہے کہ ایسا ہو) یہ لا یجوز کے ہم معنی ہے اور ناجائز ہونے کو بتاتا ہے۔"أَخَافُ کَذَا" مضمون کے اعتبار سے وجوب یا حرمت کی دلیل ہے۔ھذا أشنع للناس (یہ لوگوں کی لیے برا ہے) حرمت کا تقاضا کرتا ہے۔[22]

عصرِ حاضر میں فقہ اور اجتہاد کی ضرورت: اجتہاد مطلق کا دروازہ تکوینی طور پر بند ہو چکا ہے، البتہ اجتہادِ مطلق کے علاوہ بقیہ اقسام کا اجتہاد جیسے اجتہاد فی المذہب، اجتہاد فی المسائل، تخریجِ مسائل اور تصحیح مسائل وغیرہ، یہ اب بھی جاری ہے، مثلاً:

1۔اجتہاد فی المذہب اور اجتہاد فی المسائل: علامہ شامی رحمہ اللہ نے علامہ ابن الہمام رحمہ اللہ کے بارے میں لکھا ہے "بلغ مرتبۃ الاجتھاد" اس سے اجتہاد فی المذہب مراد ہے، اسی طرح شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ (۱۷۶۲ء) بھی مجتہد تھے اور ہمارے بعض اکابر رحمھم اللہ مولانا نے لکھا ہے کہ عبد الحي لکھنوی (۱۳۰۴ھ) رحمہ اللہ بھی مجتہد تھے۔

خاص طور پر اجتہاد فی المسائل اب بھی جاری ہے، اجتہاد فی المسائل کا مطلب یہ کہ وہ مسائل جن کے بارے میں کتبِ فقہ اور صاحبِ مذہب کی طرف سے کوئی حکم منقول نہ ہو، (ایسے مسائل کو نوازل بھی کہتے ہیں) ائمہ کے بیان کیے ہوئے اصول کی روشنی میں ان کا حکم معلوم کرنا اجتہاد فی المسائل ہے۔

2۔جزوی اجتہاد: اسی طرح جزوی اجتہاد بھی جاری ہے، اجتہاد جزوی کا مطلب یہ کہ کوئی شخص تمام مسائلِ فقہ میں مجتہد نہ ہو، مگر کسی ایک مسئلہ میں وہ اجتہاد کی صلاحیت رکھتا ہو تو اصولیین کے نزدیک اس مسئلہ میں اس کی رائے معتبر سمجھی جائے گی۔ لہذا بالکلیہ یہ کہنا غلط

ہے کہ ہر قسم کے اجتہاد کا دروازہ بالکل بند ہو چکا ہے، یہی وجہ ہے کہ آئے دن نت نئے مسائل کا حل علمائے کرام قرآن وسنت اور فقہائے کرام رحمہم اللہ کی عبارات میں غور خوض کر کے پیش کرتے رہتے ہیں۔[1]

عصرِ حاضر میں فقہی کاوشیں: 1) مجلۃ الاحکام العدلیہ: یہ خلافتِ عثمانیہ کے دور میں ریاستی سطح پر تیار کیا گیا، اس میں ۱۸۵۱ دفعات کے تحت معاملات کے تمام اہم ابواب کا ذکر کیا گیا ہے۔

2) مجلۃ الاحکام الشرعیۃ علی مذہب الامام احمد بن حنبل الشیبانی: شیخ احمد عبد اللہ القاری نے سعودی حکومت کے ایماء پر تیار کیا، اس میں حنبلی فقہ کے معاملات سے متعلق کل ۲۳۸۴ دفعات ہیں۔

3) مجلات مجمع الفقہ الاسلامی: یہ سعودی حکومت کے تحت تشکیل دی گئی ایک فقہ اکیڈمی کے مجلات ہیں، اس کمیٹی میں دنیا بھر سے جید علمائے کرام کو شامل کر کے عصر حاضر میں امت کو پیش آمدہ مسائل کا حل مذاہبِ اربعہ کی روشنی میں دیا جاتا ہے، ابھی تک بیسیوں مجلات شائع ہو چکے ہیں۔

4) المعاییر الشرعیۃ: یہ بحرین کی ایک فقہ اکیڈمی کے تیار کردہ شرعیہ معاییر (Standards Sharia) ہیں، اس میں بھی دنیا بھر کے جید علمائے کرام شامل ہیں، اس میں اسلامی مالیاتی اداروں کو پیش آمدہ جدید مسائل کا مذاہب اربعہ کی روشنی میں حل پیش کیا جاتا ہے، اب تک پچاس سے زائد معاییر عربی، انگلش اور اردو میں چھپ چکے ہیں اور کئی ممالک کے اسلامی مالیاتی ادارے حکومتی سطح پر ان معاییر پر عمل کرنے کے پابند ہیں۔

5) جدید فقہی مباحث: یہ ہندوستان کے مولانا مجاہد الاسلام قاسمی صاحب رحمہ اللہ کی قائم کردہ فقہ اکیڈمی کی مباحث ہیں، اس میں ہندوستان بھر کے جید علمائے کرام شامل ہیں، اس میں بھی امت کو درپیش جدید مسائل کا حل دیا جاتا ہے، اس کی ابھی تک بیس سے زائد جلدیں چھپ کر منظر عام پر آ چکی ہیں۔

نوٹ: یہ وہ کوششیں ہیں جو اجتماعی طور پر ایک جماعت کی صورت میں کی گئیں، اس کے علاوہ انفرادی طور پر عصرِ حاضر میں فقہ پر جو کام ہوا اور ہو رہا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے، جس کا احاطہ مشکل ہے، مثلاً:

فقہ البیوع علی المذاہب الاربعہ: یہ مفتی محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہم کی بارہ سو سے زائد صفحات پر مشتمل ضخیم کتاب ہے، اس کا مکمل نام یہ ہے: "فقہ البیوع علی المذاھب الأربعہ مع تطبیقات المعاصرۃ مقارنا بالقوانین الوضعیۃ" اس کتاب میں خرید وفروخت سے متعلق جدید مسائل

---

[1] عثمانی، مفتی محمد تقی، فقہی مقالات: ج:۵ص: ۲۱۰ تا ۲۱۴) مکتبہ معارف القرآن کراچی۔

اور نت نئی صورتوں کا مذاہب اربعہ اور مروّجہ حکومتی قوانین (ان میں انگریزی قوانین بھی شامل ہیں) کی روشنی میں پیش کیا گیا ہے اور اسلامک بینکنگ اور مالیاتی اداروں کے مسائل کو بھی دقتِ نظر کے ساتھ حل کیا گیا ہے۔

خلاصہ بحث: مذکورہ بالا فقہی مباحث سے درج ذیل نکات سامنے آتے ہیں:

1) فقہ قرآن وسنت سے مستنبط شدہ احکامات کا نام ہے، جس کی تدوین ائمہ کرام رحمہم اللہ نے اصولِ حدیث اور اصولِ فقہ کی روشنی میں کی ہے، مجتہدین کے مستنبط شدہ ہر مسئلے کے پیچھے کوئی صریح نص یا کوئی ایسی علت ضروری موجود ہوتی ہے جو بہت سی نصوص یا مقاصدِ شریعت سے مفہوم ہو رہی ہوتی ہے۔

2) علمِ فقہ کے بغیر مکمل دین پر عمل کرنا ممکن نہیں، کیونکہ قرآن وسنت میں صرف پینتالیس سو(4500) نصوص ہیں جو احکامات سے متعلق ہیں، جن میں سے تقریباً پانچ سو آیات اور تین ہزار احادیث ہیں، جبکہ شریعت سے تعلق رکھنے والے پیش آمدہ مسائل کی تعداد بلاشبہ لاکھوں میں ہے۔

3) دوسری صدی ہجری میں بہت مجتہدین کرام رحمہم اللہ موجود تھے اور ہر مجتہد اپنے علم، عمل، تقوی اور دیانت میں ایک دوسرے سے بڑھ کر مرتبہ رکھنے والے تھے، مگر ان کا مذہب امت میں زیادہ مقبول نہیں ہو، جبکہ ان چار ائمہ کرام یعنی امام ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل رحمہم اللہ کے فقہی اقوال اور آراء کو اللہ تعالیٰ نے تکوینی طور پر قبولیتِ عامہ عطا فرمائی اور ان چاروں مذاہب کی تدوین میں علم اور تقوی کے ماہر مجتہدین نے اہم کردار ادا کیا۔

4) مجموعی اعتبار سے فقہ کی تدوین کا دور حدیث کی تدوین سے مقدم ہے، کیونکہ فقہ کے چاروں ائمہ کرام رحمہم اللہ کا زمانہ حدیث کے اکثر ائمہ کرام سے مقدم ہے، چنانچہ چاروں مجتہدین کرام رحمہم اللہ دو سو بیالیس ہجری(242ھ) تک وفات پا چکے تھے، جبکہ کتبِ ستہ یعنی صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع الترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ کے مصنفین کی تواریخ وفیات دو سو چھپن ہجری(256ھ) سے شروع ہو کر تین سو تین صدی ہجری(303ھ) تک ہے۔

5) اجتہادِ مطلق کا دروازہ اگرچہ بند ہو چکا، مگر جزوی اجتہاد اب بھی جاری ہے، یہی وجہ ہے کہ ہر زمانے کے قرآن وسنت کے ماہرین نے امت کو پیش آمدہ مسائل کا حل بتایا ہے اور یہ جزوی اجتہاد قیامت تک جاری رہے گا اور عصرِ حاضر کے مسائل فقہ کی روشنی میں ان شاء اللہ قیامت تک حل کیے جاتے رہیں گے۔

حوالہ جات:

[1]البخاري محمد بن اسماعيل (المتوفي:256ھ) صحيح البخاري، دار طوق النجاة۔ج:1ص:16
1-Al Bukhari Muhammad Bin Ismaieel (Death: 256) Saheeh Al Bukhari, Dar Tooq-e-Alnajaat. V,1p:16

[2]ابن نجيم المصري زين الدين بن إبراهيم بن محمد (المتوفى:970ھـ) البحر الرائق۔دار الكتاب الإسلامي، بيروت۔ج:1،ص:4
2-Ibn-e-Najeem Almisri Zain Aldeen Ibrahim Bin Muhammad (Death 970) Albahr Alrayaiq, Dar-ul-kutoob Al islami. V,1,p:4

[3]القرآن الكريم [المائدة:6]
3-Al Quran al kareem(Al mayeeda:6)

[4]النيشابوري، مسلم بن الحجاج أبو الحسن (المتوفى:261ھ) صحيح مسلم،، دار إحياء التراث العربي- بيروت۔حديث نمبر:4618
4-Al Neshaboori, Muslim Bin Alhajjaj Abu Al Hassan (Death: 261) Saheeh Muslim, Dar Ehyaa Al Tooraas Al Arabi, Beroot. Hadith Number:4418,

[5]البخاری محمد بن اسماعيل،(المتوفي:256ھ) صحيح البخاري ، دار طوق النجاة۔1422ھج:6ص:151،
5-Al Bukhari Muhammad Bin Ismaieel, (Death: 256) Saheeh Bukhari Dar Tooq-e-Alnajaat-1422. V,6,p:151

[6]محمد الامين بن عبدالله الشافعی، الكوكب الوهاج شرح صحيح مسلم بن الحجاج، الناشر: دار المنهاج۔ج:24ص:253
6-Muhammad Al Ameen Bin Abdullah Alshaafi, Alkawkab Alwahaaj Sharh Saheeh Muslim Bin Alhajjaj , Alnaashir: Dar Alminhaaj. V,24 p:253

[7]ابن عبدالبر القرطبی، ابو عمر يوسف بن عبدالله بن محمد (المتوفى:463ھ) الانتقاء لابن عبدالبر، لناشر: دار الكتب العلمية–بيروت، ج:1ص:144،
7-Ibn-e-Abd-ul-Bir Alqortubi, Abu Umer Yousaf Bin Abdullah Bin Muhammad (Death: 463) Al Inteefa L-Ibne Abd-Ul-Bir, Alnaashir: Dar Alkutoob Alalamia-Beroot.v,1p:144

[8]الذهبي شمس الدين أبو عبدالله محمد بن أحمد (المتوفى:748ھ)، تذكرة الحفاظ، دار الكتب العلمية بيروت-لبنان۔ج:1ص:127،
8-Alzahabi Shams Aldeen Abu Abdullah Muhammad Bin Ahmad (Death: 748) Tazkiratu Alhuffaz ،Dar-Ul-Kutoob Alalamia Beroot Labnaan.v,1,p:127

[9]الكوثری، الامام محمد زاهد، حسن التقاضی فی سيرة ابی يوسف القاضی، دار الانوار للطباعة والنشر، مصر۔ص:12،
9-Alkawsaari, Alimaam Muhammad Zahid, Hassan Altaqazi Fi Seerat-e-Abi Yousaf Alqazi, Dar Alanwaar Litabaghat WA nashry, Misar.p:12

[10]الكوثری، الامام محمد زاهد، حسن التقاضی فی سيرة أبی يوسف القاضی، دار الانوار للطباعة والنشر، مصر۔ص:12،
10-Alkawsaari, Alimaam Muhammad Zahid, Hassan Altaqazi Fi Seerat-e-Abi Yousaf Alqazi, Dar Alanwaar Litabaghat WA nashry, Misar.p:12

[11]اللكهنوي، (المتوفى:1304ھ) النافع الكبير شرح الجامع الصغير، الناشر: عالم الكتب–بيروت۔ص:18
11-Al Laknawi, (Death: 1304) Alnafigh Alkabeer Sharh AlJamigh Alsageer ,Alim Ul Kutoob-Beroot.p:18

[12]اللكهنوي، عبدالحي بن عبدالحليم، (المتوفى:1304ھ)، (النافع الكبير شرح الجامع الصغير، الناشر: عالم الكتب–بيروت۔ص:18
12-Al Laknawi, Abdul Hayi Bin Abdul Haleem (Death: 1304) Alnafigh Alkabeer Sharh AlJamigh Alsageer, Alim Ul Kutoob-Beroot.p:18

[13]العثماني، شيخ الاسلام محمد تقي، أصول الافتاء وآدابه:، الناشر:، مكتبة معارف القران كراتشي۔ص:94

13-Al Usmani, Shiekh Ul Islam Muhammad Taqi, Osool Al Ifta Wa Adabihi: Maktaba Marif Ul Quran Karachi.p:94

[14] الحميدي، أبو بكر عبدالله بن الزبير بن عيسى بن عبيدالله (المتوفى:219ھ) مسند الحميدي (283/2) دار السقا، دمشق–سوريا۔

14-Alhamidi, Abu Bakar Abdullah Bin Alzubair Bin Essa Bin Ubaid Ullah (Death: 219) Musnad Al Hameedi Dar Alsuqa, Demashq-Sooria.v,2,p:83

[15] الذهبي، شمس الدين أبو عبدالله محمد بن أحمد (المتوفى:748ھ) سير اعلام النبلاء:، الناشر: مؤسسة الرسالة، بيروت۔ج:8ص:76،

15-Alzahabi, Shams Udeen Abu Abdullah Muhammad Bin Ahmad (Death: 748) Seer Aglaam Alnabla:, Muassat Ul Alrisallat, Beroot.v,8,p:76

[16] أبو زهرة، محمد أبو زهرة، مالک لأبی زہرة، الناشر: دالفکر العربی، بیروت۔ص:258،

16-Abu Zahra, Muhammad Abu Zahra, Maalik Laabi Zahra: Dar Ul fikry Algarbi, Beroot.p:258

[17] أبو زہرة، محمد أبو زہرة، مالک لابی زہرة:، الناشر: دالفکر العربی، بیروت۔ص:495-500،

17-Abu Zahra, Muhammad Abu Zahra, Maalik Laabi Zahra: Dar Ul fikry Algarbi, Beroot.p:495-500

[18] النووي، أبو زكريا محى الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى: 676ھ) مقدمه المجموع لشرح المهذب، الناشر: دار الفكر، بيروت۔ص:65/66

18-Alnawi, Abu Zakriya Muhyodeen Yahyaa Bin Sharf Alnawi (Death: 676) Muqadama Almajmoog Lisharh Almuhazaab: Dar Ulfikry, Beroot.p:65-66

[19] النووي، أبو زكريا محى الدين يحيى بن شرف النووي (المتوفى:676ھ) مقدمه المجموع لشرح المهذب، الناشر: دار الفكر، ص:42-45

19-Alnawi, Abu Zakriya Muhyodeen Yahyaa Bin Sharf Alnawi (Death: 676) Muqadama Almajmoog Lisharh Almuhazaab: Dar Ulfikry, Beroot.p:42-45

[20] أبي يعلى، أبو الحسين محمد بن محمد (المتوفى:526ھ) طبقات الحنابله، الناشر: دار المعرفة–بيروت۔ج؛1ص:5،

20-Abi Yagli, Abu AlHussan Bin Muhammad (Death: 526) Tabqaat Al Hanabeela Alnashir: Dar Ulmagrifat- Beroot.v,1,p:5

[2121] ابن قيم الجوزية، محمد بن أبي بكر بن أيوب بن سعد شمس الدين (المتوفى:751ھ)، اعلام الموفعين، الناشر: دار الكتب العلمية– بيروت۔ج:1ص:24-25،

21-Ibne Qayam Aljawzia, Muhammad Bin Abi Bakar Bin Ayoob Bin Saad Shams Deen (Death: 751) Ighlaam Almuqgeen: Dar Ul Kutoob Alamia –Beroot. v,1,p:24-25

[22] عبدالقادر بن أحمد بن مصطفى بن عبدالرحيم بن محمد بدران (المتوفى:1346ھ) المدخل الى مذهب الامام احمد، الناشر: مؤسسة الرسالة- بيروت۔ج:1ص:58،

22-Abdul Qadir Bin Ahmad Bin Mustafa Bin Abdur Raheem Bin Muhammad Badraan (Death: 1346) Almadkhal Ilaa Mazhab Al Imam Ahmad: Musisat Ul Risalla- Beroot. v,1,p:58

This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.